جمعیت علماء ہند کے دو فارمولے

پہلا فارمولا (۱۹۳۱ء)

(منظور کردہ اجلاس مجلس عاملہ جمعیت علماء ہند
بمقام سہارنپور بتاریخ ۳ اگست ۱۹۳۱ء)

(حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند نے اس فارمولے کو انگریزی اور اردو میں طبع کرا کر مختلف ملتوں کے نمائندگان کے پاس غور وخوض کے لیے بھیجا تھا)

چونکہ ہندوستان کی مختلف ملتوں نے اس نازک ترین موقعہ پر اس وقت کوئی متفقہ فیصلہ نہیں کیا تھا جس کو کانگریس ہندوستان کے متحدہ فیصلہ کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں پیش کر سکتی اس لیے کانگریس کی مجلس عاملہ نے وقت کی انتہائی نزاکت کے لحاظ سے مختلف ملتوں کے غور وفکر کے لیے ایک فارمولا پیش کیا ہے اور اس کی تصریح کر دی ہے کہ یہ آخری فیصلہ نہیں ہے بلکہ اس سے بہتر کوئی اسکیم مختلف ملتوں کے اطمینان کے ساتھ کانگریس کے سامنے آئے تو اسے کانگریس بخوشی منظور کرے گی۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہندوستان کی آئندہ حکومت خود اختیاری کے دستور اساسی کی بنیاد آزادی اور ایسے اصول پر ہونی چاہیے جس سے تمام ملتوں کے جائز حقوق اور مفاد محفوظ ہو جائیں اور اقلیتوں کو اکثریتوں کی جانب سے کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ رہے اور ہندوستان کے لیے ترقی اور خوشحالی اور امن واطمینان کا راستہ کھل جائے۔ نیز اس امر کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ موجودہ حالت میں قومیت کے اعلیٰ تخیل پر دستور کی بنیاد رکھنی ناممکن ہے جیسا کہ کانگریس نے بھی اسے تسلیم کیا ہے تاہم قومیت متحدہ کے لیے جہاں تک ممکن ہو، راستہ صاف کیا جائے۔

مجلس عاملہ نے کانگریس کے فارمولے پر غور کیا۔ مجلس کی رائے میں کانگریس فارمولا کی دفعہ ۱ کا ضمن (ج) اور دفعہ ۲ کے ماتحت نوٹ کی عبارت کا ابہام اور دفعہ ۳ کا ضمن

(ب) اور دفعہ ۳ کی محمل المعنیین عبارت اور دفعہ ۷ لفظ بشرطیکہ سے آخر تک اور دفعہ ۸ میں اول سے آخر تک موجودہ صورت حال میں ناقابل قبول ہے۔

اس جلسہ کی رائے میں مسلمانوں کے اطمینان اور تمام ملتوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے حسب ذیل فارمولے کی منظوری ضروری ہے۔

یہ فارمولا دستور اساسی میں بنیادی دفعات کے طور پر درج کیا جائے گا اور دستور اساسی کا لازمی جزو ہو گا۔

فارمولا

(۱) ہندوستان کی مختلف ملتوں کے کلچر، زبان، رسم الخط، پیشہ، مذہبی تعلیم، مذہبی تبلیغ، مذہبی ادارے، مذہبی عقائد، مذہبی اعمال، عبادت گاہیں، اوقاف آزاد ہوں گے۔ حکومت ان میں مداخلت نہ کرے گی۔

(۲) دستور اساسی میں اسلامی پرسنل لاء کی حفاظت کے لیے خاص دفعہ رکھی جائے گی جس میں تصریح ہو گی کہ اس میں مقننہ اور حکومت کی جانب سے مداخلت نہ کی جائے گی اور پرسنل لاء کی مثال کے طور پر یہ چیزیں فٹ نوٹ میں درج کی جائیں گی۔ (مثلاً احکام نکاح، طلاق، رجعت، عدت، خیار بلوغ، تفریق زوجین، خلع، عنین و مفقود، نفقہ زوجیت، حضانت، ولایت نکاح ومال، وصیت، وقف، وراثت، تکفین و تدفین، قربانی وغیرہ)

(۳) مسلمانوں کے ایسے مقدمات فیصل کرنے کے لیے جن میں مسلمان حاکم کا فیصلہ ضروری ہے، مسلم قاضیوں کا تقرر کیا جائے گا اور ان کو اختیارات تفویض کیے جائیں گے۔

(۴) صوبوں اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کے سیاسی اور دیگر حقوق کی حفاظت کے متعلق شکایات سننے اور فیصلہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ قائم کیا جائے گا جو مختلف ملتوں کے ارکان پر مشتمل ہو گا۔ اس کے فیصلوں کی تنفیذ فیڈرل حکومت کرے گی۔

(۵) صوبہ سرحد اور بلوچستان اور ان صوبوں میں جو نئے قائم کیے جائیں، طرز حکومت وہی ہو گا جو دیگر صوبوں میں قرار دیا جائے گا۔

(۶) سندھ کو علیحدہ مستقل صوبہ بنا دیا جائے گا اور اس کا نظم اس طرح قائم کیا جائے گا کہ اس کی آمدنی اس کے مصارف کو کافی ہو جائے۔

(۷) حق رائے دہی تمام بالغوں کو دیا جائے گا اور کسی صورت میں کوئی ایسا طریقہ قبول نہ

کیا جائے گا جس سے کوئی ملت اپنی تناسب آبادی کے مطابق رائے دہندگی کے حق سے محروم رہ جائے۔

(۸) طریقہ انتخاب مخلوط ہوگا۔

(۹) پنجاب اور بنگال میں کسی ملت کے لیے ریزولیشن نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی اقلیت ریزولیشن کے لیے اصرار کرے تو تمام ملتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے اعتبار سے ریزرو کر دی جائیں گی۔ باقی صوبوں کی انتخابی مجالس اور فیڈرل اسمبلی میں اقلیتوں کی نشستیں تناسب آبادی کے مطابق ریزرو کر دی جائیں گی اور مزید نشستوں کے لیے مقابلہ کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

(۱۰) طرز حکومت وفاقی ہوگا۔ تمام صوبے کامل خود مختار ہوں گے۔ فیڈرل اسمبلی کو صرف وہی اختیارات دیے جائیں گے جن کا تعلق تمام ہندوستان کے ساتھ یکساں ہوگا۔ غیر مفوضہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں گے۔ الا یہ کہ تمام صوبے بالاتفاق تسلیم کر لیں کہ غیر مفوضہ اختیارات فیڈرل اسمبلی کو دیے جائیں۔

(۱۱) ملازمتوں پر تقرر ایک غیر جانبدار پبلک سروسز کمیشن کی طرف سے کیا جائے گا جو لیاقت کا کم از کم معیار مقرر کر کے اس امر کا لحاظ رکھے گا کہ اس معیار کے ماتحت ہر ملت اپنی تناسب آبادی کے موافق حصہ پانے سے محروم نہ رہے۔ نیز ماتحت ملازمتوں میں بھی کسی خاص فرقہ کی اجارہ داری نہ ہوگی۔ تمام فرقوں کو ان کا واجبی حصہ ملے گا۔

(۱۲) وفاقی و صوبائی حکومتوں کی وزارتوں میں اقلیتوں کی نمائندگی باہمی تفاہم کے ذریعہ قائم کر دی جائے گی۔

(۱۳) دستور اساسی کی بنیادی دفعات میں کوئی تغیر، ترمیم، اضافہ اس وقت تک نہ ہو سکے گا جب تک تمام وفاقی اجزاء اسے منظور نہ کریں۔

(۱۴) یہ تمام دفعات ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہیں اگر ان میں سے کوئی دفعہ بھی منظور نہ ہوئی تو تمام فارمولا کالعدم ہو جائے گا۔

احمد سعید (ناظم جمعیت علماء ہند۔ دہلی)

دوسرا فارمولا (۱۹۴۵ء)

جمعیت علماء ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس بصدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین

احمد صاحب مدنی مدظلہ صدر جمعیت علماء ہند ۳۱ جنوری' یکم' ۲ فروری ۱۹۴۵ء کو دفتر جمعیت علماء ہند میں منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ نے تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد ہندوستان کے موجودہ جمود و تعطل کو دور کرنے اور مسلمانان ہند کے آئینی درجہ کو واضح کرنے کے لیے حسب ذیل فیصلہ کیا ہے۔

جمعیت علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اس جمود و تعطل کی حالت کو قوم وملک کے لیے نہایت مضر اور ملی حیات و ترقی کے لیے مہلک سمجھتا ہے۔ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ ملک کی تمام معتد بہ جماعتیں اور عام پبلک حصول آزادی کے لیے بے چین اور مضطرب ہے اور ہر جماعت اپنی اپنی جگہ اور تمام افراد مختلف خیالات وفارمولے تجویز کر رہے ہیں اور شائع کر رہے ہیں۔ مجلس عاملہ اپنی رائے اجلاس لاہور منعقدہ ۴۲ء کی تجویز ۴ میں ظاہر کر چکی ہے۔ آج پھر اس کی تجدید کرتی ہے اور اس کے آخری حصہ کی کامل اجمال کی غرض سے قدرے توضیح کر دینا مناسب سمجھتی ہے۔ یہ بات بدیہی اور مسلمات میں سے ہے کہ ہندوستان آزادی کی نعمت سے اس وقت تک متمتع نہیں ہو سکتا جب تک ہندوستان کی طرف سے متفقہ مطالبہ اور متحدہ محاذ قائم نہ کیا جائے اور ہندوستانی کسی متفقہ مطالبہ کی تشکیل اور متحدہ محاذ قائم کرنے میں جتنی دیر لگائیں گے' اسی قدر غلامی کی مدت طویل ہوتی جائے گی۔ جمعیت علماء ہند کے نزدیک تمام ہندوستانیوں کے لیے عموماً" اور مسلمانوں کے لیے خصوصاً" یہ صورت مفید ہے کہ وہ حسب ذیل نکات پر اتفاق کر لیں اور اسی بنیاد پر حکومت برطانیہ کے سامنے متفقہ مطالبہ پیش کر دیں۔

(الف) ہمارا نصب العین آزادی کامل ہے۔

(ب) وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہوں گے۔ ان کا مذہب آزاد ہو گا۔ مسلم کلچر اور تہذیب وثقافت آزاد ہوگی وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کریں گے جس کی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو۔

(ج) ہم ہندوستان میں صوبوں کی کامل خود مختاری اور آزادی کے حامی ہیں۔ غیر مصرحہ اختیارات صوبوں کے ہاتھوں میں ہوں گے اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں گے جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالہ کریں اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔

(د) ہمارے نزدیک ہندوستان کے آزاد صوبوں کا وفاق ضروری اور مفید ہے مگر ایسا وفاق اور ایسی مرکزیت جس میں اپنی مخصوص تہذیب وثقافت کی مالک نو کروڑ نفوس پر مشتمل

مسلمان قوم کسی عددی اکثریت کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو' ایک لمحہ کے لیے بھی گوارا نہ ہو گی۔ یعنی مرکز کی تشکیل ایسے اصول پر ہونی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی' سیاسی اور تہذیبی آزادی کی طرف سے مطمئن ہوں۔

تشریح

اگرچہ اس تجویز میں بیان کردہ اصول اور ان کا مقصد واضح ہے کہ جمعیت علماء ہند مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی اور تہذیبی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ وہ بے شک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور مرکز پسند کرتی ہے کیونکہ اس کے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصاً" مسلمانوں کے لیے یہ مفید ہے' مگر وفاقی حکومت کا قیام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ صوبوں کے لیے حق خود ارادیت تسلیم کر لیا جائے۔ اور وفاق کی تشکیل اس طرح ہو کہ مرکز کی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی' سیاسی' تہذیبی حقوق پر اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر تعدی نہ کر سکے۔ مرکز کی ایسی تشکیل جس میں اکثریت کی تعدی کا خوف نہ رہے' باہمی افہام و تفہیم سے مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی صورت پر یا ان کے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم اور غیر مسلم جماعتوں کے اتفاق سے طے ہو جائے' ممکن ہے۔

(۱) مثلاً" مرکزی ایوان کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو۔ ہندو ۴۵' مسلم ۴۵' دیگر اقلیتیں ۱۰

(۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بل یا تجویز کو مسلم ارکان کی ۲/۳ اکثریت اپنے مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مخالفانہ اثر انداز قرار دے تو وہ بل یا تجویز ایوان میں پیش یا پاس نہ ہو سکے گی۔

(۳) ایک ایسی سپریم کورٹ قائم کی جائے جس میں مسلم اور غیر مسلم ججوں کی تعداد مساوی ہو' اور جس کے ججوں کا تقرر مسلم و غیر مسلم صوبوں کی مساوی تعداد کے ارکان کی کمیٹی کرے۔ یہ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات یا ملک کی قوموں کے اختلافات کا آخری فیصلہ کرے گی۔ نیز تجویز نمبر ۲ کے ماتحت اگر کسی بل کے مسلمانوں کے خلاف نہ ہونے میں مرکز کی اکثریت مسلمان ارکان کی ۲/۳ اکثریت کے فیصلہ سے اختلاف کرے تو اس کا فیصلہ سپریم کورٹ سے کرایا جائے گا۔

(۴) یا اور کوئی تجویز جسے فریقین باہمی اتفاق سے طے کریں۔

نوٹ : تشریح کے سوا باقی فارمولا اجلاس لاہور ۱۹۴۲ء میں منظور ہو گیا تھا۔ مجلس عاملہ منعقدہ ۳۱ جنوری یکم و ۲ فروری نے اس تشریح کا اضافہ کیا۔ پھر جمعیت علماء ہند کے اجلاس عام منعقدہ ۴، ۵، ۶، ۷ مئی ۱۹۴۵ء میں یہ فارمولا دوبارہ پیش کیا گیا تا کہ اجلاس لاہور کے فارمولے کی تشریح جو مجلس عاملہ نے ۳۱ جنوری اور یکم فروری ۱۹۴۵ء کے اجلاس میں کی تھی، اس کے متعلق اجلاس عام کی رائے حاصل کی جائے۔ چنانچہ بہت کافی بحث و تمحیص کے بعد (جس میں تقریباً" ڈیڑھ دن صرف ہو گیا جس کے باعث اجلاس کو مزید ایک دن کی وسعت دینی پڑی) یہ فارمولا منظور ہو گیا۔

محمد میاں عفی عنہ ناظم جمعیت علماء ہند

(ماخوذ از "جمعیت علماء کیا ہے؟" مصنف مولانا سید محمد میاں")

- -

سب سے پہلا فتوائے تکفیر

قادیانیت کے خلاف علماء حق کی مساعی کی مفصل تاریخ

اور علماء لدھیانہ کا روشن کردار

مرتب: ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی

صفحات ۴۹۶ ○ قیمت ۲۰۰ روپے

ناشر: رئیس الاحرار اکادمی، محلہ خالصہ کالج، فیصل آباد